

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ زندگی کے چند گوشے

مولانا حامد الحق مدرس دارالعلوم حقانیہ

زندگی کا حاصل --- الحمد للہ میں نے جب سے ہوش منبلا تھا۔ حضرت قائد شریعت داجی گل سے انتہائی فریب رہنے اور مقدور بھر خدمت کرنے کی ادنیٰ سی سعی اور کوشش کرتا رہا اور میری زندگی کا حاصل آپ کی خدمت کے اوقات کے کچھ لمحات ہیں اور جو غفلت اور بے پرواہی میں اوقات گزرے اسی بخیرِ دُغم آج بھی اپنے اوپر ایک بوجھ سا محسوس کرتا ہوں۔

--- ع --- وابستہ تیری یاد سے میری حیات ہے

میدانِ ش سے لیکر ہوش منبلا لے تک ہم حضرت داجی گل کے ساتھ ان کے آبائی گھر متصل جامع مسجد یعنی قدیم دارالعلوم حقانیہ میں مقیم تھے۔ اباجی سمیت حضرت داجی گل کی تمام اولاد اور ہم سب اسی گھر میں پیدا ہوئے اور پہلے بڑھے اور زندگی کی بہاریں گزاریں، پھر اباجی اس گھر کے چھوٹے ہو جانے کی وجہ سے اپنے ذاتی نو تعمیر مکان متصل جامعہ حقانیہ میں منتقل ہوئے اور سکونت پذیر ہو گئے۔

یومیہ معمول --- اب میری زندگی کا معمول بن گیا تھا کہ روزانہ عصر کی نماز سے مغرب تک حضرت دادا جان کی خدمت میں حاضری دینے کے لیے دارالعلوم سے جاتا جہاں مجھے ان کی گود میں پہنچ کر قلبی اور روحانی تسکین نصیب ہوتی۔ اور اسی روحانی تسکین کے نشہ سرور کی کشش نے ہر جگہ اور مقام پر مجھے اپنے محبوب حضرت داجی گل کے ساتھ ساتھ رکھا۔

حزم و احتیاط --- اگر کوئی اپنی طرف سے کچھ رقم بطور ہدیہ پیش کرتا تو آپ اسے فوراً احتیاطی طور پر دارالعلوم حقانیہ میں داخل کرتے کہ کہیں اس شخص نے یہ ہدیہ دارالعلوم کے لیے چنہ نہ دیا ہو اور یادداشت کے لیے اسی نوٹ پر لکھ لیتے تھے۔

مہمان نوازی --- آپ بڑے مہمان نواز تھے اگر آپ گھر پر موجود نہ ہوتے تو اشیا، خود و نوش لا کر بیٹھک میں رکھ دیئے جاتے تاکہ مہمان کچھ کھائے پئے بغیر نہ چلا جائے آپ کا حکم تھا کہ میری غیر موجودگی میں مہمانوں کی خاطر تواضع کرنا لازمی اور ضروری ہے میں جس وقت گھر پر موجود ہوں چاہے میں جس حالت میں بھی ہوں مجھ سے مہمان ملاقات کے لیے آنے والے کسی بھی درجہ کے فرد کو لازماً ملویا جائے، اللہ بھر آپ کے ملاقاتی سے ملاقات کا انداز نہ ہوتا انتہائی عجز و انکساری کا مظاہرہ اور ان کی خاطر و مدارات، پھر پورا امداد و تعاون فرماتے، سخت بیماری اور ضعف کے باوجود اٹھ کر مصافحہ یا معافہ فرماتے، رخصتی کے وقت دروازے تک مہمان کے ساتھ جاتے، استاذ محترم حضرت

مولانا عبدالقیوم حقانی نے حضرت کے بارے میں کیا خوب لکھا ہے۔

اخبار سننے کا معمول۔۔ مرحومہ و مغفورہ حضرت دادی جان کا یہ معمول تھا کہ شام کو حضرت دادا جان کے لیے چائے کا بندوبست خود کرتیں آپ شوگر کی وجہ سے چائے پیمکی لیکن تیز پیتے تھے۔ اس دوران میں میں چند اخبارات کی نفاذ شریعت کی تحریک علماء اور طلباء کے متعلق اہم خبروں کی سرخیاں آپ کو سنایا کرتا، میں تیز تیز پڑھتا اور حضرت آرام سے پڑھنے کی تلقین کیا کرتے جہاں سے کوئی غلطی سرزد ہوتی وہاں وہ بغیر اخبار دیکھے نصیحت فرمادیا کرتے۔

اخبار اور اعتدال۔۔ خبر سننے کے بعد مسکرا کر تبصرہ کرتے اور مخالف کی بات پر ہمیشہ میانہ روی اور اعتدال پسندی کا مظاہرہ کرتے جب میں اخبار میں جوابی بیان کا تقاضا کرتا تو مجھے منع فرماتے بعض حالات سے باخبر رستے اور اپنے تفکر و دیر لسانی یا خیال کا اعہاد فرمادیا کرتے۔ اور ہدایات جاری فرماتے۔ میانہ روی۔۔۔۔۔ بیٹا! ہماری سیاست کرنا صرف سیاست کے لیے نہیں ہے، بیٹا! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں میانہ روی کی راہ بتائی ہے اسی پر چلو گے تو کامیاب ہو گے، صدر مملکت کسی حد تک دیگر حکمرانوں کے مقابلہ کیں، بہتر طور سے شریعت اور مذہب کے وقار کے لیے اور جہاد افغانستان کے واسطے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح،،، کے الیکشن میں جب ملک بھر میں جلسے جلوس بازاروں چوکوں سے لے کر چھوٹے چھوٹے گلی کوچوں میں بھی ہو رہے تھے۔ حضرت حاجی گل کا مقابلہ اس وقت کے صوبے کے چیف منسٹر نصر اللہ خان خٹک سے ہو رہا تھا ایک طرف پاکستان کے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو عمران حکومت سنبھالے ہوئے انتخاب جیتنے اور بازی لے جانے کے لیے ہر قسم کے حربے استعمال کر رہے تھے اور دوسری جانب جمیعت علماء اسلام اور ایجوکیشن قائمہ حضرت مولانا مفتی محمود حق کا علم ہاتھ میں اٹھائے باطل کے آگے سینہ سپر تھے۔

وقت عظیم نعمت ہے۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے آٹو گرام بک کو ان کے آگے بڑھا دیا تاکہ حضرت کے خود اپنے ہاتھ سے تحریر میرے لیے باعث فخر و سعادت بنے۔ جس پر انہوں نے بسم اللہ کے بعد یہ تحریر اپنے قلم و دست مبارک سے ثبت فرمائی وقت نعمت عظیم ہے اس کی قدر کرنی چاہئے علم دین کے حصول میں کوشش کریں علم و عمل میں برکت ہو اور آخر میں ایمان نام مبارک لکھا۔

دارالعلوم کی کتاب امانت ہے خود ذاتی کتاب لے لو۔۔۔ اس طرح کا ایک اور واقعہ مجھے یاد آتا ہے کہ مغرب کے بعد گھر میں ایک مرتبہ حضرت حاجی گل نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کی کتاب آپ بیتی کے بارے میں میرے ساتھ کچھ ذکر کیا میں جلدی سے بول پڑا کہ حضرت وہ کتاب میرے مطالعہ میں ہے چونکہ دارالعلوم کے کتب خانہ کی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ بیٹا! دارالعلوم کی چیزیں ہمارے پاس ہو تو اس کی حفاظت کرو اور کوشش کرو کہ خود بازار سے ذاتی کتاب لے لیا کرو، دارالعلوم کی کتاب اور ادنیٰ سی چیز کا خیال رکھنا بھی عند اللہ ہماری ذمہ داری ہے۔